انت الحب
از جویریہ عطاء الرحمن
عید اسپیشل

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انت الحب

تحریر: جویریہ عطاءالرحمن

ناولٹ

::

www.novelsclubb.com

سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ روشن ایک نئی صبح کا پیغام دے رہا تھا۔اس شہر کے شہری معمول کے مطابق روزی کی تلاش میں سر گرداں تھے۔ہر کوئی اپنے کسی ضروری کام کی غرض سے گھر سے نکلا ہوا تھا۔کسی کو اپنے دفتر پہنچنے کی جلدی تھی تو کوئی آج پھر نوکری کی ایک نئی امید لے کر گھر سے نکلا تھا۔طالب علم طبقہ بھی اپنے اداروں کی طرف رواں تھا۔خوب چہل پہل کرتی وہ ایک مصروف سی صبح تھی۔اور

کچھ ایسے بھی تھے جو ابھی تک اپنے بستروں پہ خوابِ خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔

وہ سیاہ رنگ کی پراڈو اس وقت شہر کی پکی سڑکوں سے ہوتی ہوئی گاؤں کے بل کھاتے راستے کی طرف گامزن تھی۔ گاؤں کی حدود میں داخل ہوتے ہی اس کو ایک اپنائیت کا احساس چھو گیا تھا۔ وہ پچھلی سیٹ پہ بیٹھی اپنے بے حد حسین سراپے کو عبایہ اور نقاب کے پہرے میں چھپائے اپنی سحر زدہ سی ہلکے سرمئی رنگ کی آنکھوں سے شیشے سے باہر دیکھنے میں مگن تھی۔ کتنا سکون تھا نا اس جگہ پہ۔ اپنائیت کا ایک انوکھا سا احساس تھا جو اس کے اندر سرائیت کر رہا تھا۔ گزشتہ سالوں میں وہ اسی سکون کی تلاش میں تھی۔

"کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی گاؤں میں، سب ویسا ہی ہے جیسا چند سال پہلے تھا۔ وہی سکون، ہریالی اور سب سے بڑھ کر وہی اپنا پن۔ قدرت کا اصول بھی کتنا عجیب ہے نا؟ یہ چیزیں پہلے جیسی رہتی ہیں لیکن انسان؟ انسان پہلے جیسے کیوں نہیں رہتے؟ وہ کیوں

بدل جاتے ہیں؟ کیوں ان کے خلوص میں کمی آجاتی ہے؟ کیوں ان کی ترجیحات بدل جاتی ہیں؟"

وہ مسلسل تین گھنٹے سے گاڑی میں بیٹھی مختلف قسم کی سوچوں میں غلطاں تھی۔ وہ ابھی اپنی سوچوں کے تانے بانے بننے میں مصروف تھی کہ اسے باہر کے مناظر بدلنے کا احساس ہوا۔ گاڑی آبادی والے علاقے میں داخل ہو چکی تھی۔ آس پاس کھیلتے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے رک رک کر اس کی گاڑی کو دیکھ رہے تھے۔ اسے بے ساختہ ان بچوں پہ پیار آیا۔

www.novelsclubb.com

✨✨✨✨✨✨

یہ بڑی حویلی کا منظر تھا۔ ہر طرف ملازمین میں بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔ اماں بیگم اس وقت اپنے مخصوص تخت پہ بیٹھی چہرے پہ پر شفقت سی مسکان سجائے اپنی اکلوتی پوتی کی راہ دیکھ رہی تھیں۔ غلام دین سے خبر مل چکی تھی کہ وہ گاؤں کی حدود میں داخل ہو

چکے ہیں۔اس لیے اب اماں بیگم کی بے قراری حد سے سوا تھی۔وہ ملازمین کی مصروفیات کو دیکھ رہی تھیں کہ جب باہر گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔

✨✨✨✨✨✨

وہ سیاہ رنگ کی پراڈو حویلی کے بیرونی گیٹ سے ہوتی ہوئی اب طویل ڈرائیو وے پر رکی تھی۔اس کے استقبال کے لئے اماں بیگم، عالیہ بیگم اور سردار وجاہت وہاں موجود تھے۔اپنوں کو اتنے سال بعد سامنے دیکھ کر نقاب میں سے جھانکتی وہ آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔ مگر وہ خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے جلدی سے گاڑی سے اُتر کر پر وقار چال چلتی اماں بیگم کی طرف بڑھی تھی۔

"دادی!"

اس کی آواز میں تڑپ واضح تھی۔

"دادی کی جان، دادی صدقے میری بچی آگئی۔"

www.novelsclubb.com

اماں بیگم اس کو اپنے ساتھ لگائے اپنے لہجے میں ڈھیروں مٹھاس سمائے اس سے مخاطب تھیں۔

سردار وجاہت اپنی جان سے عزیز بیٹی کو دیکھ رہے تھے جو نہایت پر وقار شخصیت کی مالک تھی۔سیاہ رنگ کا عبایہ پہنے اور نفاست سے نقاب کیے وہ اپنے باپ کا سر فخر سے بلند کر گئی تھی۔تو گویا اس نے شہر میں رہتے ہوئے بھی اپنی روایات کو فراموش نہیں کیا تھا۔وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھے جب عالیہ بیگم کی آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی۔

www.novelsclubb.com

"اماں! ہم بھی آپ کی لاڈلی سے ملنے کو بے تاب ہیں۔"

جب اماں بیگم نے کافی دیر تک اس کو خود سے لگائے رکھا تو عالیہ بیگم نے مداخلت کرنا ضروری سمجھا۔اور آنکھوں میں محبت سموئے اپنی بیٹی کو دیکھا جو دادی کے سینے سے لگی سکون سے کھڑی تھی۔وہ ایسی ہی تو تھی۔اپنی دادی کی موجودگی میں وہ اپنے ماں باپ کو بھی فراموش کر دیا کرتی تھی۔ان کی آواز سنتے ہی اماں بیگم نے اس کو خود سے جدا کیا۔

"اماں! کیسی ہیں آپ؟ طبیعت کیسی ہے؟"

وہ عالیہ بیگم سے ملتی ہوئی ان سے دریافت کرنے لگی۔

"اللہ کا کرم ہے وہ جس حال میں رکھے تم سناؤ تم ٹھیک ہو نا میری جان؟"

ان کے لہجے میں ہمیشہ کی طرح عاجزی و محبت کے انوکھے امتزاج کا عنصر شامل تھا۔

عالیہ بیگم کی چند باتوں کے جواب دے کر اس نے اپنی نظریں سردار وجاہت کی تلاش میں گھمائیں جو اسے پیچھے کھڑے نظر آئے۔وہ چہرے پہ مہربان سی مسکراہٹ سجائے اسی کو دیکھ رہے تھے۔

وہ سردار وجاہت کے پاس جاتی ان سے مل کر ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں کے جواب دینے لگی۔

www.novelsclubb.com

"ارے بھئی اب کیا سارا وقت ادھر ہی کھڑا رکھو گے میری بچی کو یا اسے اندر بھی لے جائے گا کوئی۔"

یہ آواز اماں بیگم کی تھی۔انکو کہاں گوارا تھا کہ ان کی لاڈلی جو ابھی سفر سے تھکی ہوئی آئی تھی اس کو اتنی دیر کھڑا رکھا جاتا۔وہ جو کب سے اس بیچاری کو کھڑا دیکھ کر ضبط کر رہی تھیں ہار کر بول ہی اٹھیں۔

"ہاں چلو اندر چلتے ہیں۔"

سردار وجاہت بھی حامی بھرتے ہوئے اماں بیگم کے پیچھے اسے ساتھ لگائے اندر کی جانب چل دیے۔

✨✨✨✨✨✨

وہ آج چار سال بعد حویلی لوٹی تھی۔ وہ اپنی گریجویشن شہر کی کسی اچھی یونیورسٹی سے کرنا چاہتی تھی۔ اس کا اکلوتا بھائی اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے بیرونے ملک مقیم تھا۔ جس نے ایک سال بعد واپس آجانا تھا۔ عالیہ بیگم اور سردار وجاہت حویلی کو ایک دم ویران ہوتے نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ اسی بنا پر اسے شہر جانے سے روکا گیا تھا۔ لیکن پھر اکلوتی بیٹی کی محبت اور ضد کے آگے انہوں نے ہتھیار ڈالتے ہوئے اسے شہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔

اور اپنی ڈگری مکمل کرنے کے بعد واپس آنے کا فیصلہ اسکا اپنا تھا۔ وہ اپنی پڑھائی کے دوران سارا وقت حویلی سے دور رہنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

وقفے وقفے سے سردار وجاہت اس سے جا کے ملتے رہے تھے لیکن اماں بیگم سے وہ آج

چار سال. بعد ملی تھی۔

✨✨✨✨✨✨

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس کی نظروں نے بے اختیار پورے لاؤنج کا جائزہ لیا تھا۔

اور پھر اسکی خوبصورت آنکھیں مایوس ہو کر بے بس سی رہ گئیں۔ لیکن وہ خود کو ہشاش

www.novelsclubb.com

بشاش ظاہر کرتی لاؤنج میں لگے صوفوں میں سے ایک پہ اماں بیگم کے ساتھ ٹک گئی۔

اور پھر اس نے اپنے چہرے کو نقاب کے پہرے سے آزاد کیا تھا۔ خم دار گلابی ہونٹ،

کھڑی ستواں ناک، ہلکی سرمئی رنگ کی سحر زدہ سی آنکھوں پہ گھنیری پلکوں کی جھالر

اور سرخ و سفید رنگت۔ بلاشبہ وہ بلا کی حسین لڑکی تھی۔ سادہ سے حلیہ میں بھی وہ نظر

لگ جانے کی حد تک حسین لگتی تھی۔ اور سب سے اچھی بات یہ تھی کہ اسے اپنے

حسن کی حفاظت کرنا آتی تھی۔ برقعہ پہننا اور نقاب کرنا اس کا ذاتی انتخاب تھا۔ اس

معاملے میں کسی نے اس پر کوئی زور نہیں دیا تھا۔

"دادی! آپ نے مجھے یاد کیا تھا؟"

اس کے اس معصومانہ سوال پر اماں بیگم کو ٹوٹ کر پیار آیا۔

"لو بھلا، اب دادی کی جان دادی سے دور ہو گی تو دادی یاد تو کرے گی نا۔ ویسے بھی اب عمر کے اس حصے میں تمہارے علاوہ کس کو یاد کرنے لگی میں؟"

اماں بیگم اس کی پیشانی پہ بوسہ دینے کے بعد اس کو اپنے ساتھ لپٹائے پیار سے اس کی بات کا جواب دے کر آخر میں شرارت سے بولیں جس پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

"میری پیاری دادی"

وہ فرطِ جذبات میں اماں بیگم کا گال چوم گئی۔

عالیہ بیگم اور سردار وجاہت جو قریب صوفے پہ بیٹھے ان پوتی دادی کا پیار دیکھ رہے تھے، کھل کر مسکرا دیے کیونکہ دونوں جانتے تھے کہ اگر اس کی جگہ یہ حرکت ان کا لاڈلا بیٹا کرتا تو اماں بیگم کا ردعمل کیا ہوتا۔

اماں بیگم سے کافی دیر باتیں کرنے کے بعد اس کو تھکن کا احساس ہونے لگا تھا اسی لیے وہ ان سے باقی باتیں بعد میں کرنے کا وعدہ کر کے ان کو آرام کا بول کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔اب اس کا رُخ لاؤنج کی دائیں جانب سے اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف تھا۔باتوں کے دوران اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اس کا اکلوتا بھائی (شافع) اس وقت گاؤں سے دور ہے اس لیے شام تک پہنچے گا۔

سردار وجاہت کسی کام سے زمینوں پہ چلے گئے اور عالیہ بیگم رات کے کھانے کی تیاری کے لیے باورچی خانے میں چلی گئیں۔اماں بیگم نماز کی نیت کرتی اُٹھ گئیں۔

www.novelsclubb.com

✨✨✨✨✨✨

سیڑھیوں سے اوپر آتے ہی دائیں جانب کے تیسرے کمرے کے باہر وہ رکی۔یہ کمرہ اس کا تھا۔وہ کمرے کا دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی۔یہ ایک بڑا سا پر آسائش کمرہ تھا۔

اس کمرے کا گرے اور وائٹ تھیم قابلِ تعریف تھا جو دیکھنے والے کو اس بات کا قائل کر دیتا تھا کہ کمرے میں رہنے والی کا ذوقِ انتخاب واقعی بہت عمدہ ہے۔

کمرے میں موجود کتابوں سے بھری اور خوبصورتی سے سجی بک شلف اس کے ذوق کا ننھا سا نمونہ تھی۔

اس نے اپنے کمرے کا تفصیلی جائزہ لیا اور اچانک اس کی نظریں ایک نقطے پہ مرکوز ہو گئیں۔اس کے بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر موجود گلدان کو تازہ گلابوں سے بھر دیا گیا تھا۔حویلی میں سب ہی جانتے تھے کہ سرخ گلاب میں اس کی جان بستی ہے۔اور یہ یقیناً دادی نے رکھوائے تھے ادھر۔وہ خوش ہوتی ہوئی مسکرا کر اپنا بیگ اور ہاتھ میں تھاما موبائل بیڈ پہ رکھ کر گلدان کے پاس آئی اور اپنا چہرہ پھولوں کے قریب کر کے ایک لمبی سانس اپنے اندر کھینچ کر اپنی سانسوں کو معطر کیا۔

"افففف! یہ خوشبو، یہ پھول"

وہ مسکراتی ہوئی ڈھیلے سے انداز میں اوندھے منہ بیڈ پہ گر گئی۔

www.novelsclubb.com

✨✨✨✨✨✨

جدید طرز پر بنی وہ عالیشان حویلی گاؤں کی سب سے نمایاں عمارت تھی۔یہ حویلی بڑی حویلی کے نام سے جانی جاتی تھی۔پورے گاؤں میں اس حویلی کو اور حویلی کے مکینوں کو خاص اہمیت حاصل تھی جس کی بڑی وجہ یہاں سالہا سال سے چلتا ہوا سرداریت کا نظام تھا۔طویل رقبے پہ پھیلی ہوئی وہ حویلی جتنی بڑی اور خوبصورت تھی،اس میں رہنے والے مکینوں کی فہرست اتنی ہی چھوٹی تھی۔

www.novelsclubb.com

سردار عباس اور مہرین بیگم (اماں بیگم) کے دو بیٹے تھے۔بڑا بیٹا وجاہت اور چھوٹا بیٹا راحم۔سردار وجاہت شروع سے ہی فطرتاً کم گو انسان تھے۔ان کے مقابلے میں راحم کی عادت مکمل مختلف تھی۔وہ اپنی شرارتی طبیعت کے باعث لوگوں میں جلد گھل مل جایا کرتا تھا۔ماں باپ کے آنگن میں کھیلتے وہ دونوں بھائی کب جوانی کی منازل طے کرنے لگے کسی کو اندازہ ہی نہ ہوا۔وقت پر لگا کر اُڑ گیا۔اماں بیگم نے سردار وجاہت کے لیے اپنے ہی خاندان میں سے عالیہ بیگم کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کا جھکاؤ عالیہ بیگم کی طرف محسوس کر چکی تھیں۔سردار وجاہت اور عالیہ بیگم کی شادی دھوم دھام

سے کی گئی تھی۔ بڑی حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد ان کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی جس کا نام شافع رکھا گیا۔ بڑی حویلی میں ایک بار پھر خوشیوں کا طوفان امڈ آیا تھا۔ حویلی کے مکینوں کی زندگی سکون سے گزر رہی تھی لیکن ایک دن اچانک آنے والی ایک خبر نے ان کی زندگیوں میں طوفان برپا کر دیا۔

راحم جو شکار کی غرض سے دوستوں کے ساتھ گاؤں سے کافی دور گیا ہوا تھا، وہ کسی حادثے کا شکار ہو چکا تھا۔ یہ خبر حویلی والوں پہ کسی عذاب کی طرح نازل ہوئی تھی۔ وہ ہنستا کھیلتا سا راحم اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔ بڑی حویلی میں صفِ ماتم بچھ گئی تھی۔ وہ ہر وقت شرارتیں کرنے والا راحم اپنے ماں باپ کے خوشیوں بھرے آنگن کو ویران کر کے اس دنیا سے چلا گیا۔ حویلی والوں کا صدمے سے بُرا حال تھا۔ سردار عباس اپنے لاڈلے بیٹے کے غم میں نڈھال رہنے لگے تھے۔ کچھ ہی عرصہ بعد رات کے وقت پڑنے والا دل کا دورا ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوا اور وہ بھی حویلی والوں کو چھوڑ کر اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ حویلی کی خوشیوں کو جیسے کسی کی نظر لگ چکی تھی۔ حویلی میں پہلے جہاں شریر سے قہقہے گونجا کرتے تھے اب وہاں خاموشی کا راج تھا۔ اماں بیگم نڈھال ہو چکی تھیں۔ پہلے جوان بیٹے کو کھو دینا اور پھر جان سے عزیز شوہر کا انہیں چھوڑ کر اس دنیا سے چلے جانا۔ ان سب باتوں نے اماں بیگم کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

حویلی میں کوئی اب ہنس کر بات نہیں کرتا تھا۔ایک عجیب ساتناؤدر آیا تھاماحول میں۔ اوراس بے چینی اور گھٹن زدہ ماحول کوایک دن ایک معصوم اور باریک سی رونے کی آواز نے تاڑا تھا۔عالیہ بیگم کے ہاں ایک ننھی پری نے جنم لیا تھا۔جس کا نام اماں بیگم نے روحا رکھا تھا۔اماں بیگم کواس بچی سے ایک خاص انسیت ہونے لگی تھی۔حویلی والوں کے دلوں پہ لگے اپنوں کی جدائی کے زخم اب آہستہ آہستہ مندمل پڑنے لگے تھے۔وقت پہلے کبھی کسی کے لیے رکا ہے نہ ہی اب رکا تھا۔حویلی کوایک ننھی پری کے احساس نے رونق بخش دی تھی۔اورروحاسب کی آنکھوں کا جگنو بنی پروان چڑھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

✨✨✨✨✨✨

اسکے کمر سے نیچے تک آتے لمبے بال اس وقت الجھے ہوئے تھے۔پانی اسکے لمبے بالوں سے ہوتاہوا آخر پہ اکٹھا ہو کر قطروں کی صورت نیچے بچھے دبیز قالین میں جذب ہورہا تھا۔وہ اس وقت نکھری نکھری سی ہلکے نیلے رنگ کا آرام دہ لباس پہنے دراز قد آئینے کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی کہ اچانک اسے اپنے موبائل کی بپ سنائی دی۔ وہ سائڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتی موصول ہونے والے میسج کو کھول کر دیکھنے لگی۔کسی انجانے نمبر سے میسج موصول ہوا تھا۔

"Welcome back ROOHA."

یہ پڑھتے ہی اسکے خوبصورت چہرے پہ سایہ سالہرایا۔اسی لمحے دوسراپیغام موصول ہوا۔

"I know your love for ROSES will never die. That's why they're now resting in your room."

www.novelsclubb.com

اب کی باراس کو شدید جھٹکالگا تھا۔وہ کون ہو سکتا ہے جواس کے نام سے واقف ہے اور تواوراس کے کمرے میں موجود گلابوں کے بارے میں بھی جانتا ہے؟

اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔وہ موبائل تھامے اگلے میسج کاانتظار کرنے لگی لیکن اس کاانتظار،انتظار ہی رہااوراس کے بعد کوئی میسج نہیں آیا۔

وہ سکتے کی سی حالت میں کھڑی بار باران پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔

اس کا سکتہ دستک کی آواز سے ٹوٹا تھا۔اس نے سر اٹھا کر بند دروازے کو دیکھا اور مقابل کو اندر آنے کی اجازت دی۔

"سلام روحابی بی!"

وہ سترہ،اٹھارہ سال کی سانولی سی رنگت مگر پر کشش نقوش والی قبول شکل وصورت کی پتلی سی لڑکی تھی۔

"ارے وعلیکم السلام سکینہ کیسی ہو؟"

www.novelsclubb.com

وہ خود کو کمپوز کرتی اپنے معمول کے لہجے میں اس سے مخاطب ہوئی۔

"جی اللہ سائیں کا احسان ہے بی بی جی ہم تو ٹھیک ہیں۔"

سکینہ جواب دینے کے بعد غور سے اس کو دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے سکینہ ؟ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"نن نہیں چھوٹی بی بی وہ آپ زیادہ سوہنی نئ ہو گئیں؟"

وہ جیسے گڑبڑا کے سنبھلی تھی۔

"ہاہاہاایسی کوئی بات نہیں سکینہ ! میں پہلے جیسی ہی ہوں شاید تم نے دیر بعد دیکھا ہے مجھے۔"

روحانے اپنا موبائل لاپرواہی سے بیڈ پہ اچھال دیا۔

"ویسے بی بی جی ! آپ کہہ تو ٹھیک رہی ہیں۔رب سوہنے نے تو پہلے بھی آپ کے حسن میں کوئی کمی نہیں رکھی ہوئی تھی جی"

"بس بس سکینہ کیا ہو گیا بھئی ؟"

نجانے کیوں لیکن سکینہ کی باتیں اسے کنفیوز کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ارے میں تو باتوں باتوں میں بھول گئی اماں بیگم آپ کو بلا رہی ہیں شافع بابا بھی آنے والے ہیں بس"

وہ اماں بیگم کا پیغام اس کے گوش گزار کر کے اس کے جواب کی منتظر کھڑی تھی۔

"دادی کو بولو میں آ رہی ہوں بس۔"

"بات سنو سکینہ!"

وہ جانے کے لیے پلٹی ہی تھی کہ اسے پھر سے رکنا پڑ گیا۔

"جی بی بی جی؟"

"آج صبح سے میرے کمرے میں کوئی آیا؟"

"جی بی بی جی! اماں بیگم دیکھنے آئی تھیں کہ کسی چیز کی کمی تو نہیں...؟"

"اُفف لڑکی! مطلب کوئی اور باہر کا کوئی فرد؟"

"نہیں بی بی جی! کوئی نہیں آیا۔ کچھ ہوا ہے؟"

www.novelsclubb.com

"نہیں! کچھ نہیں ہوا تم جاؤ اور دادی کو میرے تھوڑی دیر میں آنے کا بول دینا۔"

یہ سننا تھا کہ اگلے ہی پل سکینہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئی اور وہ موبائل کو گھور کر دیکھنے کے بعد اپنے بالوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے۔"

وہ سب حویلی کے پچھلے لان میں بیٹھے ہلکی پھلکی باتوں کے دوران شام کی چائے اور دیگر لوازمات سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب ایک مسکراتی سی آواز روحا کے عقب سے آئی اور روحا کا میز کی جانب جاتا ہاتھ جامد کر گئی۔اس آواز کو سن کر اس کے چہرے پہ خوشی کے آثار نمایاں ہوئے لیکن وہ بظاہر لاپرواہ بنی پھر سے اپنے سابقہ کام کی طرف متوجہ ہوتی چائے کے ساتھ انصاف کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

روحا کا یہ انداز مقابل کو آگ لگا گیا جب کہ باقی سب کے چہروں پہ دبی دبی سی مسکراہٹ کا بسیرا تھا۔وہ مشتعل انداز میں روحا کی جانب بڑھا اور وہ جو لاپرواہ بنی ہوئی تھی اس بار اپنا چہرہ اٹھا کر مقابل کا دیدار کرنے پر مجبور ہو گئی۔

"تم مجھے اگنور کر رہی ہو؟"

مقابل نے شدید صدمے کی کیفیت میں سوال کیا تھا۔

"جی آپ کون؟"

وہ معصومیت کے اگلے پچھلے سارے ریکارڈ توڑتی اس سے پوچھنے لگی۔اور سامنے والا اس کو ایسے گھورنے میں مصروف تھا جیسے اس ننھی سی چڑیا کو سالم نگلنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟"

جب اس نے کافی دیر تک مقابل کو خود کو گھورتے پایا تو اپنے سوال کا جواب نہ ملنے پر چہرے پر شریر کی مسکراہٹ سجائے،آنکھوں کو شرارت سے پٹپٹاتے وہ اس سے اگلا سوال کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

باقی سب اس وقت چہرے پر مسکراہٹ سجائے خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے تھے۔

اس کے اس سوال پر مقابل نے اپنے دانت کچکچائے لیکن ادھر پرواہ کسے تھی۔

"ابھی بتاتا ہوں"

اس بار مقابل کی سیاہ آنکھیں بھی شرارت سے چمکی تھیں۔

اس کا یہ کہنا تھا کہ روحا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر وہاں سے بھاگی اور شافع اس کے پیچھے لپکا۔اب منظر کچھ یوں تھا کہ روحا کھلکھلاتی ہوئی آگے آگے اور شافع اس کے پیچھے تھا۔وہ دونوں اس وقت بالکل چھوٹے بچے لگ رہے تھے۔یہ منظر دیکھ کر باقی افراد اپنی بے ساختہ امڈ آنے والی ہنسی کو روک نہ سکے اور جی جان سے ہنس دیے۔حویلی میں ایک بار پھر کھلکھلاہٹیں گونج رہی تھیں۔یہ منظر دیکھتے عالیہ بیگم اور سردار وجاہت اندر تک سرشار ہوئے تھے جبکہ اماں بیگم محبت لٹاتی نظروں سے ان دونوں کو دیکھتیں اشکبار ہوئی تھیں۔انہیں شافع میں اپنا راحم نظر آتا تھا۔

✨✨✨✨✨✨

رات کے کھانے پہ سب ایک بار پھر اکٹھے تھے۔عالیہ بیگم نے روحا اور شافع کی پسند کے کھانوں سے ڈائننگ ٹیبل چن دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

شافع ایک بار پھر اپنے پسندیدہ مشغلے(روحا کو تنگ کرنے)میں مشغول ہو چکا تھا۔ان دونوں کی شرارتوں کے درمیان نہایت خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔اماں بیگم نہال ہوتی نظروں سے روحا کے مسکراتے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔کھانے کے بعد باتوں کا طویل دور چلا اور پھر محفل برخاست کر دی گئی۔

روحا اپنے کمرے میں جانے والی تھی جب شافع نے شرارت سے اس کے بال کھینچے۔

"بھیاااا۔۔۔!"

www.novelsclubb.com

وہ ہلکا سا چیخی تھی۔اور شافع مسکرایا تھا۔

"کافی پلیز"

شافع نے بڑے لاڈ سے فرمائش کی تھی۔

"بناؤ تو مجھے بھی دے جانا۔"

وہ مسکرا کر کہتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی جبکہ شافع براسامنہ بناتا کافی پینے کا ارادہ ترک کرتا اپنے کمرے میں آگیا۔

✨✨✨✨✨✨

روحا اپنے کمرے میں آئی تو اس کی توجہ ایک بار پھر سے موبائل نے لے لی۔ شافع کے آتے ہی وہ اس میسج والی بات کو بھول چکی تھی لیکن اب پھر سے وہ اس نامعلوم شخص کے بارے میں سوچنے لگی۔

www.novelsclubb.com

وہ کون ہے؟

یہ سوال اس کے دماغ میں مسلسل گردش کر رہا تھا اور انہی سوچوں کے دوران نجانے کب وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

✨✨✨✨✨✨

سورج کی نرم گرم کرنیں اس کے شفاف چہرے پہ پڑتیں اس کی میٹھی نیند میں خلل پیدا کر رہی تھیں۔اس نے آہستہ سے اپنی مخمور آنکھیں کھول کر سستی سے پاس پڑے موبائل کو اٹھا کر ٹائم دیکھا تو اس کی ادھ کھلی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پوری کھل گئیں کیونکہ وہ آج بارہ بجے تک گھوڑے بیچ کر سوتی رہی تھی۔اور یہ بات اس کی عادت کے خلاف تھی کہ وہ آدھا دن بستر میں گزار دیتی۔

"افففف روحا کی بچی! کتنا سوئی ہو تم آج"

وہ خود کلامی کرتی بجلی کی سی تیزی سے بستر سے نکلی اور باہر کے دروازے کی طرف لپکی۔لیکن پھر اپنے شب خوابی کے لباس کا خیال کرتی وہ فریش ہونے چل دی۔

www.novelsclubb.com

وہ دھلا ہوا چہرہ لیے جلدی جلدی سیڑھیاں عبور کرتی نیچے لاؤنج میں پہنچی۔لاؤنج کی غیر معمولی خاموشی کو محسوس کرتی وہ کچن کی جانب بڑھی۔

"السلام علیکم! اماں"

کچن میں عالیہ بیگم کو دیکھتی وہ ان کی جانب بڑھی اور لاڈ سے انہیں ساتھ لگا کر بولی۔

"وعلیکم السلام اماں کی جان! تھکن اُتری میری شہزادی کی؟"

انہوں نے محبت بھرے لہجے میں دریافت کیا۔

"جی اماں! کچھ زیادہ ہی تھکن اُتر گئی میری۔ خیر، آپ بتائیں دادی کہاں ہے؟"

وہ کاؤنٹر کی جانب بڑھتی سست لہجے میں بولی۔

"تمہاری دادی اپنے کمرے میں ہیں ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔"

عالیہ بیگم نے سبزی کاٹتے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"خیر تو ہے اماں؟ دادی کو کیا ہوا؟"

وہ پل بھر میں پریشان ہوئی تھی۔

"پریشانی کی بات نہیں ہے روحا بس سر میں ہلکا سا درد محسوس کر رہی تھیں اماں۔"

"اچھا! میں دیکھ لوں؟"

"پہلے کچھ کھا تو لو لڑکی، ناشتہ لگوا دوں؟"

"نہیں اماں! ناشتہ رہنے دیں بس کافی بنوا دیں۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی کچن سے باہر جانے لگی۔

"اچھا ٹھہرو میں بنا دیتی ہوں۔"

"ارے آپ کیوں اماں۔ یہ سکینہ اور بوا کہاں ہیں؟"

اس نے پلٹ کر پوچھا تھا۔

"سکینہ اماں بیگم کے کمرے میں ہے اور بوا کوارٹر میں۔"

www.novelsclubb.com

"میں سکینہ کو بھیجتی ہوں وہ بنا دے گی۔"

یہ کہتی وہ اماں بیگم کے کمرے کی طرف بڑھی۔

اس نے دروازے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ اندر سے کھل گیا اور سکینہ باہر نکلتی اسے دیکھ کر رک گئی۔

"بی بی جی! کوئی کام تھا؟"

سکینہ اپنے پیچھے کمرے کا دروازہ بند کرتی پوچھنے لگی۔

"دادی سو گئیں؟"

وہ اس کے سوال کو نظرانداز کرتی خود اس سے سوال کرنے لگی۔

"جی وہ تو سو گئیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے! تم ایک کپ کافی بنا کر میرے روم میں دے جاؤ۔"

"جی ابھی لائی بس۔"

سکینہ کے جاتے ہی وہ اماں بیگم کے کمرے میں داخل ہوئی اور جلدی سے ان کے قریب جا کر اپنے مخملی ہاتھ سے ان کی پیشانی کو چھو کر دیکھا۔اپنی تسلی کر کے وہ اماں بیگم کے آرام کے خیال سے اپنے کمرے میں آ گئی۔

www.novelsclubb.com

اپنے لمبے سیاہ بالوں کا الجھا سا جوڑا بنائے وہ بھاپ اڑاتی کافی کا کپ ہاتھ میں تھامے بک شلف کے سامنے کھڑی کسی کتاب کی تلاش میں مگن تھی۔اس کی نظریں کتابوں کے گرد گھوم رہی تھیں اور اچانک نظر آنے والی ایک کتاب اس کی توجہ اپنی جانب کھینچنے میں کامیاب رہی۔اس کی نظریں ایک سیاہ رنگ کی کتاب پہ رکی تھیں جو اس کی مطلوبہ کتاب ہرگز نہیں تھی۔

اس نے پیچھے مڑ کر کافی والا کپ میز پہ رکھا اور پھر سے اس کتاب کی طرف متوجہ ہوئی۔اس نے ہاتھ بڑھا کر احتیاط سے اس کتاب کو تھاما اور غور سے اس کو دیکھنے لگی۔اس کے چہرے پہ کچھ دیر پہلے جو سکون تھا،اب اس سکون کی جگہ سوچ کے گہرے سائے رقص کر رہے تھے۔وہ جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی یا شاید کسی پرانی یاد کو اپنے دماغ سی واپس دھکیلنے کی کاشش میں تھی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر کتاب کو کھولا اور پہلے ہی صفحہ پر لکھی ایک سطر کو پڑھ کر اس کی آنکھوں کی پتلیاں وہیں ساکت ہو گئیں۔

www.novelsclubb.com

"وہ کتابوں سے عشق کرنے والی نادان سی لڑکی میری روح میں سرائیت کر چکی ہے"

اس نے اس سطر کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوا اور یہی وہ لمحہ تھا جب اس نے نم آنکھوں سے کتاب بند کر دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

وہ اس کتاب کو بند کر کے رکھنے ہی والی تھی کہ جب ایک گلاب کی پتی اس کتاب کی قید سے نکل کر اس کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرنے کے لیے زمین پہ گری تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ پتی اس کے سامنے سجدہ ریز ہو کر جیسے اس سے التجا کر رہی تھی کہ خدارا اس کتاب کو ابھی بند مت کرنا۔

اس نے اس پتی کو آرام سے اٹھایا اور اس کو واپس رکھنے کی نیت کرتی وہ اسے کتاب سمیت اپنے سٹڈی ٹیبل تک لے آئی۔ ٹیبل پر رکھ کر اس نے کتاب کے صفحات کو درمیان سے کھولا اور کتاب کا جو صفحہ اس کے سامنے کھلا تھا اس صفحہ پر گلاب کی ادھ

کھلی کلی موجود تھی۔وہ سرخ کلی کتاب کی قید میں رہتے ہوئے خود میں ہی دب کر اپنا رنگ بدل چکی تھی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کلی کو چھوا تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر اپنے نیچے دبے الفاظ اس پر آشکار کر گئی۔

"کاش وہ کبھی اپنے لیے میرے جزبات جان سکے"

www.novelsclubb.com

یہ پڑھتے ہی اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے اور اس نے بے اختیار اس کتاب سے نظریں چرائی تھیں۔

"میں اسی لیے حویلی واپس نہیں آنا چاہتی تھی۔حویلی میں ہر جگہ تمہاری یادیں موجود ہیں۔"

وہ بس سوچ ہی سکی تھی۔

وہ ان شوخ تحریروں پر اور یہ تحریریں لکھنے والے پر مشترکہ لعنت بھیجتی اپنا دھیان بٹانے کو کھڑکی کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

سورج کے تیور بدلے بدلے سے تھے شاید بادلوں کی وجہ سے اس کی دھوپ نا ہونے کے برابر تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں وہ میری زندگی سے نکل نہیں جاتا؟ ہاں ایک وقت میں میں اس کے لیے اہم تھی لیکن وہ وقت بھی تو گزر گیا نا۔۔۔۔۔ دراصل غلط میں تھی۔ اس نے مجھ سے محبت کا دعویٰ کیا اور میں نے مان لیا۔۔۔ آخر کیوں میں زمانے کے سامنے ایک مضبوط کردار رکھنے والی لڑکی اس ایک شخص کے الفاظ پہ یقین کرنے لگی؟"

وہ اندر ہی اندر الجھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں برسنے کو تیار تھیں لیکن وہ انہیں روکے ہوئے تھی۔ اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلنے کی خاطر وہ پلکیں جھپکنے لگی اور اسی

دوران اس کی نظر نیچے لان میں کھڑے ایک بچے پر پڑی وہ کسی چھوٹی بچی کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا۔یہ منظر دیکھ کر اسکی آنکھوں میں جیسے مرچیں لگنے لگی تھیں۔ وہ اپنی آنکھیں بند کر کے آنسوؤں کو راہِ فرار فراہم کرتی ماضی کے دھندلکوں میں کھو گئی۔

✨✨✨✨✨✨

www.novelsclubb.com

ماضی۔

اسے یاد تھا وہ دن، وہ لمحہ جب وہ حویلی آیا تھا۔وہ اس وقت تقریباً پانچ سالہ بچی تھی جب ایک دن عالیہ بیگم اور سردار وجاہت کسی خاص کام سے کسی دوسرے گاؤں گئے تھے۔

وہ حویلی کے پچھلے باغ میں شافع کے ساتھ کھیلنے میں مگن تھی جب اسے بیرونی گیٹ سے گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔وہ بھاگتی ہوئی حویلی کے اس طرف آئی اور راستے میں لگنے

والی ٹھوکر کی وجہ سے گر کر رونے لگی۔اس کی آواز سنتے ہی سردار وجاہت سرعت سے اس کی جانب لپکے تھے۔وہ اس کے گھٹنے پہ آئی ہلکی سی خراش کو دیکھتے اسے پاس موجود بینچ پر بٹھانے لگے۔وہ روتی ہوئی سردار وجاہت سے کچھ کہہ رہی تھی اور وہ محبت سے اسکی ساری باتیں سن رہے تھے۔اس سب میں وہ اپنے ساتھ آئے ایک چھوٹے سے وجود کو بھول چکے تھے۔

"یہ کون ہے بابا؟"

www.novelsclubb.com

روحا کے پوچھنے پر انہوں نے پیچھے کھڑے اس چھوٹے لڑکے کو محبت سے دیکھا۔

"یہ آپ کا نیا دوست ہے۔"

انہوں نے آرام سے بتایا تھا۔

"سچی بابا؟"

اس نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جی بالکل! بابا کی جان"

"اسکا نام کیا ہے؟"

"اس کا نام احمد ہے۔"

انہوں نے اس بچے کو دیکھتے ہوئے روحا کو جواب دیا تھا۔

"کیا اس کو بولنا نہیں آتا؟"

اس نے اسکی مسلسل خاموشی پہ چوٹ کی تھی۔

"مجھے بولنا آتا ہے لٹل گرل"

اس سے پہلے کہ سردار وجاہت کچھ بولتے وہ بول اٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ... تم بولتے ہو؟"

اس نے مصنوعی حیرانگی سے پوچھا تھا۔

"ہاں میں بولتا ہوں۔ کیا تم مجھ سے دوستی کرو گی؟"

اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

"ہاں کروں گی۔"

اس نے بھی جھٹ سے وہ بڑھا ہوا ہاتھ تھاما تھا۔

اور پھر وہ دونوں مسکرا دیے۔

"کیا تم ہمارے ساتھ رہو گے دوست؟"

اس سوال پر اس کا خوبصورت چہرہ پل بھر میں مرجھا یا تھا۔

"ہاں! احمد اب ہمارے ساتھ رہے گا"

"واؤ دوست! اب ہم روز کھیلیں گے۔"

وہ خوش تھی کہ اسے ایک دوست مل گیا ہے اور سردار وجاہت بھی مطمئین تھے کہ دونوں بچوں کی دوستی ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

اور پھر وہ حویلی میں رہنے لگا تھا۔ حویلی کے پچھلے حصے میں موجود کمروں میں سے ایک کمرہ اس کے لیے مختص کر دیا گیا تھا کیونکہ وہ سنجیدہ مزاج چھوٹا لڑکا خود سے منسلک معاملات خود دیکھنا چاہتا تھا۔ وقت گزرتا گیا، اور وہ حویلی کے مکینوں کے لیے مزید اہم ہوتا گیا۔

حویلی کا چپہ چپہ اس سے مانوس ہونے لگا تھا اور وہ روحا سے۔ وہ کچے ذہنوں والے لاشعوری میں ہی سہی لیکن ایک دوسرے کے عادی ضرور ہو گئے تھے۔ وہ دوستی کیا رنگ لانے والی تھی دونوں ہی اس سے بے خبر تھے۔

✨✨✨✨✨✨

حال—

www.novelsclubb.com

"میری زندگی کی عظیم ترین غلطی اس سے دوستی تھی۔"

وہ حال میں لوٹتی خود ہی سے شکایت کرنے لگی تھی۔ آنکھوں کے گوشے ابھی بھی نم تھے۔ وہ نم آنکھیں لیے واپس ٹیبل کی طرف پلٹی تھی۔

"مجھے یہ کتاب اس کے کمرے سے نہیں اٹھانی چاہیے تھی۔ میں نے اپنے ساتھ غلط کیا۔"

خود کلامی کے دوران وہ اسی نتیجے پر پہنچ سکی تھی۔ وہ میز کے سامنے موجود کرسی پہ بیٹھتی اس کتاب کو گھورنے لگی۔

اسے یاد تھا وہ لمحہ جب وہ چپکے سے اس کے کمرے سے یہ کتاب نکال لائی تھی۔

ماضی۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا پیپر کی تیاری میں مصروف تھا اور شافع تھکن کے باعث اس کے بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹا گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا۔ جبکہ وہ بے چارہ شافع کے پھیل کر سونے کی وجہ سے اپنی کتابیں اٹھاتا صوفے پر شفٹ ہوا تھا۔ وہ الجبرا کے سوالوں میں غرق تھا جب وہ پنک کلر کا چوڑی دار بازوؤں والا لمبا سا پیروں کر چھوتا فراک پہنے، اپنے لمبے بالوں کی آبشار کو کمر پہ کھلا چھوڑے، آنکھوں میں کاجل لگائے آفت بنی اس کے کمرے میں پہنچی تھی۔ وہ جو کتابوں میں سر دیے بیٹھا تھا اس کو دیکھ کر پل بھر کو ساکت ہوا۔ اور پھر اسے دیکھ کر ہولے سے مسکرا دیا۔

"کچھ چاہیے لٹل گرل؟"

www.novelsclubb.com

وہ بھوری آنکھوں اور کھڑی مغرور ناک والا کڑیل جوان مرد دھیمے سے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

"ہاں! میرا مطلب نہیں، بس ایسے ہی"

اس کے الفاظ ڈگمگائے تھے۔

"کیا ایسے ہی؟"

وہ بھویں اچکا کر اس سے پوچھنے لگا

"میں تو بس تمہیں دیکھنے آئی تھی۔"

www.novelsclubb.com

بالآخر اس نے مدعا بیان کر ہی دیا تھا۔

اب کی بار وہ کھل کے مسکرایا تھا

(ایک تو کتنا پیارا لگتا تھا وہ مسکراتے ہوئے)

"آہاں! تو محترمہ مجھے دیکھنے آئی ہیں۔ خیر تو ہے نا لٹل گرل؟"

اس کا لہجہ شریر ہوا تھا۔

"اتنی خوش فہمیاں اچھی نہیں ہوتیں مسٹر احمد۔"

اس نے جیسے اسے کچھ باور کروانا چاہا تھا۔

"تم خود "صرف مجھے" دیکھنے ادھر آئی ہو اور پھر مجھ سے کہتی ہو کہ خوش فہمیاں بھی نہ پالوں۔ زیادتی نہیں؟"

وہ کتابیں بند کرتا فرست سے اس سے باتیں کرنے لگا تھا۔ اس سے باتیں کرنے کے لیے تو وہ اپنے اہم سے اہم کام فراموش کر دیتا یہ تو محض پیپر کی تیاری تھی۔

"وہ تو میری زبان سے سلپ ہوا نا کہ میں تمہیں دیکھنے آئی ہوں۔"

وہ اپنی صفائی میں کچھ بولنے والی تھی جب اس نے اسکا جملہ بیچ میں سے اچک لیا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں! یقیناً تم ادھر کسی دوسرے کام آئی ہو گی"

اب کی بار اس کا سارا مزہ کرکرا ہوا تھا۔

"ہاں وہ تمہاری بکس میں میری ایک بک رہ گئی ہے وہ لینے آئی ہوں۔"

اس نے بھی کمال ڈھٹائی سے جھوٹ بولا تھا۔

وہ چلتی ہوئی اس کی بک شلف کے پاس پہنچی اور ایسے ظاہر کرنے لگی جیسے کتابیں دیکھنا اس دنیا کا سب سے ضروری کام ہے۔روحا کو اس کی ایک بات بہت عجیب لگتی تھی کہ وہ اپنی کتابوں پہ اپنا نام نہیں لکھتا تھا۔

وہ کتابوں کو دیکھنے میں مگن تھی اور وہ اسے دیکھنے میں۔

وہ کتابوں کی چھان بین کر رہی تھی جب ایک ڈائری اس کے ہاتھ لگی۔وہ اس کو الٹ پلٹ کر دیکھ ہی رہی تھی کہ پیچھے بیٹھے احمد کے چہرے پہ ہوائیاں اُڑنے لگیں۔وہ اس کے ہاتھ میں وہ ڈائری دیکھتا بجلی کی سی تیزی سے اس تک پہنچا اور جھپٹنے کے انداز میں اس سے ڈائری واپس لیتا بک شلف کی سب سے اوپر والی ریک میں رکھ کر اس کی پہنچ سے دور کر گیا۔

اس کے اس عجیب رویے پہ روحا بس اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"وہ تمہارے کام کی چیز نہیں ہے۔"

"لیکن میں اس کو پڑھنا چاہتی ہوں۔"

"ضدمت کرو روحا ابھی اس کو پڑھنے کا وقت نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

"تو کب ہو گا اس کو پڑھنے کا وقت ؟"

"جب ٹھیک وقت آئے گا میں خود یہ ڈائری تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

وہ نظریں چراتا ہوا بولا اور واپس جا کر اپنی کتابیں کھولنے لگا۔

وہ وہاں سے ڈائری تو اٹھا چکا تھا لیکن اس ڈائری کے ساتھ رکھی کتاب کو اٹھانا بھول چکا تھا۔اسی بات کا فائدہ اٹھاتی وہ اس کتاب کو اپنے دوپٹے میں چھپاتی اٹھا لائی تھی اور ظاہر ایسے کیا جیسے وہ ناراض ہو کر واپس آئی ہے۔

www.novelsclubb.com

اس کے بعد سے وہ کتاب روحا کے قبضے میں تھی لیکن اس کتاب کا مالک یہ نہیں جانتا تھا۔اور یہ بات بھی سچ تھی کہ وہ کتاب روحا نے آج سے پہلے کبھی کھولی ہی نہیں تھی۔

حال

وہ اس کتاب کو دیکھ کر بے بسی سے مسکرائی تھی۔

"میں کس کس یاد کو دل سے نکال دوں؟"

اس کے چہار جانب جیسے بے بسی کی چادر تن چکی تھی۔ وہ کمزور ہر گز نہیں تھی لیکن اس لمحے وہ خود کو دنیا کی کمزور ترین لڑکی محسوس کر رہی تھی۔ وہ اس کی یاد میں رونا نہیں چاہتی تھی اور اس کے آنسو تھمنا نہیں چاہتے تھے۔ اپنا غم غلط کرنے کیلئے اب اسے کافی کی یاد نے ستایا تھا۔ اور ٹیبل پہ پڑا وہ کافی کا بھاپ اڑاتا کپ اب ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

ہاں! وہ اس کی یاد میں دنیا سے اتنی بے خبر ہو گئی تھی کہ اسے اپنے پاس کچھ محسوس نہیں ہوا۔ آسمان پہ موجود سورج ڈھلنے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ہاں! وہ اس کی یادوں میں اتنی غرق تھی کہ اسے وقت کے گزرنے کا احساس نہیں ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اب جب اس کی تمام حسیات جاگی تھیں تو اسے اس کمرے سے نکلنے کا خیال آیا تھا۔

لاؤنج میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔عالیہ بیگم بوا کے ساتھ کچن میں مصروف تھیں اور اماں بیگم اپنے تخت پر بیٹھی اخبار پڑھنے میں مگن تھیں۔

"السلام علیکم دادی!"

"وعلیکم السلام میری بچی کہاں تھی تم تب سے؟"

اماں بیگم اخبار سائڈ پہ رکھ کر اس کی کلاس لینے کا ارادہ کر رہی تھیں۔

"اپنے کمرے میں تھی دادی۔ایک بک پڑھ رہی تھی۔"

www.novelsclubb.com

وہ کان کھجاتی سستی سے جواب دینے لگی۔

"ارے میری بچی! کتنا پڑھے گی تو روحا؟ شہر سے بھی پڑھ پڑھ کر آئی ہے۔نا کھپایا کر ان کتابوں سے اپنا سر۔بس کر دے"

دادی کا لیکچر تیار تھا جسے دادی اگر چاہیں تو اگلے تین سے چار گھنٹے تک کھینچ سکتی تھیں۔

"دادی! آپ نہیں جانتیں یہ کتابیں میرے لیے کیا ہیں۔اور شہر سے تو اپنی پڑھائی مکمل کر کے آئی ہوں نا۔یہ سب پڑھنے کا وقت نہیں ملتا تھا۔"

وہ اب بھلا دادی کو کیا بتاتی کہ اس کی زندگی میں کتابیں کیوں ضروری ہیں؟ وہ اپنی زندگی میں کتابوں کی اہمیت کسی کو سمجھا نہیں سکتی تھی اسی لیے کمزور سے لہجے میں بولی جو اس کے مزاج کا خاصہ نہیں تھا۔

"ہاں بھئی ہم تو ٹھہرے بوڑھے لوگ ہمیں اب کہاں کوئی عقل ہو گی؟"

اماں بیگم نے مصنوعی شکوہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ارے میری پیاری دادی ایسی باتیں نہیں کرتے۔ آپ مجھے بتائیں یہ اماں کہاں ہیں؟"

اس نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی تھی۔

"وہ بوا کے ساتھ کچن میں ہے۔"

یہ سنتے ہی اس نے کچن کی راہ لی تھی اور اس کو کھسکتے دیکھا اماں بیگم تاسف سے نفی میں سر ہلا کر دوبارہ اخبار تھام چکی تھیں۔

"اماں ! خیر تو ہے ؟ اتنی ساری ڈشز کیوں بنا رہی ہیں ؟"

طرح طرح کے کھانے پکتے دیکھ اس نے یہ سوال کرنا لازمی سمجھا تھا۔

"ہاں جی جناب خیر ہے، آج تمہارے بابا کے ایک بہت قریبی دوست اور ان کی مسز

رات کے کھانے پہ آرہے ہیں"

ا

www.novelsclubb.com

نہوں نے پلیٹ میں سلاد کے لوازمات کاٹتے اسے جواب دیا۔

"اوہ ! لیکن

آ کیوں رہے ہیں ؟"

"تمہارے بابا سے ملنے آرہے ہیں بھئی۔ تم بتاؤ کیا کر رہی ہو ؟"

"سچ بتاؤں تو میں ادھر واپس آکر بہت بور رہی ہوں کرنے کو کچھ ہے ہی نہیں، بس ادھر سے ادھر منڈلاتی پھر رہی ہوں۔"

وہ پلیٹ سے کھیرے کا چھوٹا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالتی عالیہ بیگم کے پاس ہی کاؤنٹر پہ ٹک گئی۔

"تو بیٹا ادھر ادھر منڈلانے سے اچھا ہے کہ کچن میں آؤ، کھانے پکانے کی طرف بھی تھوڑا سا دھیان دو۔"

"اماں کیا زندگی میں کھانا پکانے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوتا؟"

www.novelsclubb.com

اسے پتا نہیں کیوں ہر وقت کچن میں گھسے رہنے سے عجیب چڑ ہوتی تھی۔

"ہوتا ہے، اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے لیکن ایک لڑکی کو کھانا پکانا ضرور آنا چاہیے۔"

وہ سلاد کی پلیٹ تیار کر چکی تھیں۔ اب ان کا دھیان چولہے پر پڑی کھیر کی جانب تھا۔

"اور اگر کسی لڑکی کو کھانا پکانا نہ آئے تو؟"

"تو یہ بات اس کی شان کے خلاف ہے۔"

وہ کھیر میں چمچہ چلانے کے ساتھ اس کی باتوں کے جواب بھی دے رہی تھیں۔

"لو بھلا اب کھانا نہ پکانے سے کسی کی شان کا کیا تعلق ؟اور ویسے بھی اماں! زندگی میں پڑھنے سے زیادہ تو کچھ اہم .نہیں ہوتا نا۔"

اسنے فوراً ایک اور اعتراض کیا تھا۔

"دیکھو بیٹا بات صاف ہے زندگی صرف کتابوں کے سہارے نہیں گزاری جاتی، زندگی جینے کے لیے اور بھی بہت سی چیزیں اہم ہوتی ہیں جنہیں یہ آج کل کے ماڈرن دور کی لڑکیاں بالکل فراموش کر دیتی ہیں۔آج کل کی لڑکیوں کو لگتا ہے کہ جیسے صرف باتیں کر لینے سے گھر اچھے چلتے ہیں یا طنز و مزاح کر لینے سے زندگیاں آسان ہو جاتی ہیں۔یا یہ کہ محض کتابی باتیں کر لینے سے کسی کے دل میں اپنی عزت بنالی جاتی ہے۔یا زیادہ پڑھ لکھ جانے سے آپ خوش و خرم زندگی گزار سکتے ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ زندگیاں ایسے نہیں چلتیں۔یہ اعلیٰ ڈگریاں کسی کی خوشحال زندگی کی ضمانت نہیں ہو سکتیں۔"

انہوں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں ساری بات اس کے گوش گزار کی تھی۔وہ پلٹ کر اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھیں۔اور وہ کاؤنٹر پہ بیٹھی ان کی باتوں کو سوچنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"اب یہاں فضول مت بیٹھو روحا! کمرے میں جاؤ اور تیار ہو کر آؤ وہ لوگ بس آنے والے ہیں۔"

"جی اماں!"

وہ بجھے ہوئے چہرے کے ساتھ کچن سے نکلی تھی۔

✨✨✨✨✨✨

www.novelsclubb.com

وہ تیار ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ مہمان پہنچ چکے تھے۔اس نے سیاہ رنگ کا کرتا پہنا ہوا تھا جو اس کی سفید رنگت کے باعث اس پہ کافی جچ رہا تھا۔وہ ڈرائینگ روم میں داخل ہوتی سب سے سلام دعا کرتی وہیں ٹک گئی۔ ہلکی پھلکی باتوں اور ہنسی مذاق کے دوران تعارف کا مرحلہ طے پایا جس کے بعد روحا کو معلوم ہوا کہ یہ وہی انکل "شاہنواز" ہیں جن کا ذکر وہ بہت پہلے سے سنتی آئی تھی۔

روحا کو وہ ڈیسنٹ سا کپل بہت اچھا لگا تھا۔ دھیمے سے مزاج والی رابعہ آنٹی سے وہ جلد گھل مل گئی تھی۔

پھر خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا اور کھانے کے بعد وہ دونوں واپسی کے لیے نکل گئے۔ رات زیادہ ہونے کے باعث سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کی نیت سے چلے گئے۔

✨✨✨✨✨✨

www.novelsclubb.com

کمرے میں واپس لوٹتے ہی اس نے محسوس کیا جیسے ایک وحشت ہر طرف سے اسے اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ وہ اب مزید مسکرا نہیں سکتی تھی۔ اس نے اپنے سوگوار چہرے سے وہ ہنستے مسکراتے چہرے والا ماسک اتار دیا تھا۔ وہ فریش ہو کر شب خوابی کے لباس میں اپنے بیڈ تک آئی۔ دروازے پہ ہوتی دستک اسے اپنی جانب متوجہ کرنے لگی۔ اس نے ایک نظر اپنے حلیے پہ ڈالی اور جا کر دروازہ کھولا۔

"روحا بی بی آپ کو کچھ چاہیے تو نہیں؟"

سکینہ تھکن زدہ چہرے کے ساتھ دروازے پہ کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں کچھ نہیں چاہیے، تمہیں کس نے بھیجا؟"

وہ سپاٹ لہجے میں جواب دیتی سوال بھی کر گئی تھی۔

"بڑی بی بی جی کہہ رہی تھیں کہ آپ سے پوچھ لوں اگر آپ کو کچھ چاہیے تو بتادیں۔"

"دادی اور اماں سو گئیں؟"

اماں بیگم تو سو چکی ہیں اور بڑی بی بی بھی کمرے میں جا چکی ہیں۔"

سکینہ ناسمجھی سے اس کے چہرے کو دیکھتی جواب دیتی جا رہی تھی۔اب بھلا یہ کون سا ٹائم تھا کسی تھانے دار کی طرح سوال جواب کرنے کا؟

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے تم جاؤ"

بالآخر اس کی جان بخش دی گئی تھی۔

"ایک منٹ سکینہ رکو۔"

"جی بی بی کیا بات ہے؟"

(ایک تو بی بی بڑی بے مقصد اور عجیب سی باتیں کرنے لگی ہیں آج کل)

"اندر آؤ"

وہ دروازے سے ہٹتی اسے اندر آنے کا راستہ دے گئی۔

سکینہ جمائی روکتی کمرے میں داخل ہوئی اور اپنے پیچھے خود ہی دروازہ بند کر دیا۔

کمرے میں موجود دونوں نفوس کے درمیان خاموشی حائل تھی۔ سکینہ الجھن سے روحا کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"سکینہ مجھے تم سے ایک کام ہے۔ کرو گی؟"

"جی بولیں؟"

www.novelsclubb.com

"تم جانتی ہو کہ میں پچھلے چار سال سے یہاں نہیں تھی۔"

"جی جانتی ہوں"

وہ خود تو الجھی ہوئی تھی اب اپنے ساتھ سکینہ کو بھی الجھا رہی تھی اور وہ بے چاری اس کے یوں تمہید باندھنے پر اکتا رہی تھی۔

"آپ کو کیا کام ہے بی بی؟"

وہ اس سے مدعا جاننا چاہ رہی تھی۔

"مجھے بتاؤ کہ حویلی کے پچھلے حصے کی چابیاں کس کے پاس ہیں؟"

"چابیاں تو ساری اماں بیگم کے پاس ہوتی ہیں۔"

(لگتا ہے بی بی کا دماغ گھوم گیا ہے جو اس وقت مجھ سے پچھلے حصے کی چابیوں کا پوچھ رہی ہیں)

"اور تم دادی کے سارے کام کرتی ہو تو یہ بھی جانتی ہو گی کہ چابیاں اس وقت کہاں ہیں؟"

روحا کی بات سن کر اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی بی بی میں جانتی ہوں لیکن آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟"

"مجھے وہ چابیاں چاہیے"

روحا کا انداز پراسرار تھا۔

اس کی بات سننی تھی کہ سکینہ کی آنکھوں کے سامنے تارے گھوم گئے۔

"کیا کہا بی بی جی؟"

اسے جیسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آیا تھا۔

"مجھے حویلی کے پچھلے حصے کی چابیاں چاہئیں۔"

اس نے بغیر کسی اعتراض کے اپنی بات دہرائی تھی۔

"لیکن بی بی جی میں وہ چابیاں کیسے؟"

اس لمحے اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولے۔

"ادھر بیٹھو،اور سکون سے میری بات سنو۔"

وہ اسکا ہاتھ پکڑتی اسے اپنے ساتھ بیڈ تک لائی تھی۔

"دیکھو سکینہ! مجھے وہ چابیاں حاصل کرنی ہیں اور اس میں تمہارے علاوہ کوئی اور میری مدد نہیں کر سکتا۔میری بات مانو اور وہ چابیاں مجھے لادو۔"

وہ قدرے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"لیکن بی بی جی میں کیسے لاسکتی ہوں؟"

اس نے جیسے روحا کو ٹالنا چاہا تھا۔

"تم دادی کے کمرے کے ہر حصے سے واقف ہو،تم جانتی ہو کون سی چیز کہاں ہے،تم چابیاں مجھے لادو میں وعدہ کرتی ہوں واپس کردوں گی۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن بی بی جی آپ کو وہ چابیاں کیوں حاصل کرنی ہیں؟"

اس نے گویا ہتھیار ڈالنے کا اشارہ دے دیا تھا۔

"دیکھو سکینہ! میں اس بارے میں تمہیں کچھ بھی نہیں بتا سکتی اور امید کرتی ہوں کہ تم بھی مجھے کسی قسم کا زور نہیں دو گی۔ مجھے بس تمہاری مدد درکار ہے۔"

اصل میں تو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ چابیوں کا کیا کرے گی لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے سکینہ سے مدد مانگنے والا قدم اٹھایا تھا۔

"لیکن بی بی جی اگر کسی نے مجھے دیکھ لیا تو؟"

www.novelsclubb.com

اب کی بار واضح انداز میں اس نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔

"سب سو رہے ہیں، کوئی نہیں دیکھے گا اور اگر کوئی دیکھے گا بھی تو یہی سمجھے گا کہ کسی ضروری کام سے گئی ہو تم۔"

روحا تو جیسے آج ہر مسئلہ کا حل ساتھ لیے بیٹھی تھی۔

"روحا بی بی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں اگر کچھ ہوا تو میں کور کر لوں گی۔ مجھ پہ بھروسہ رکھو اور اگر پھر بھی ڈر لگ رہا ہے تو میرے لیے تھوڑا سا ڈر جاؤ پلیز"

"میں تیار ہوں"

اس نے قدرے توقف کے بعد کہا تھا۔

✨✨✨✨✨✨

www.novelsclubb.com

یہ اماں بیگم کے کمرے کا منظر تھا۔ کمرے میں نائیٹ بلب کی ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ مکمل خاموشی کا عالم تھا۔ اور اس خاموشی کے عالم میں ایک ہیولا اماں بیگم کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

کمرے میں داخل ہونے والا وجود مکمل خاموشی سے بغیر پیروں کی چاپ پیدا کیے سامنے موجود الماری کے پاس پہنچا تھا۔ اس نے آہستہ سے الماری کا پٹ کھولا اور ہاتھ سے چیزیں ٹٹولتے ٹٹولتے مطلوبہ جگہ سے چابیوں کا گچھا اپنی مٹھی میں قید کیا اور احتیاط سے الماری کے پٹ بند کیے۔ اور یہی وہ لمحہ تھا جب نیند کے عالم میں اماں بیگم نے

کروٹ بدلی تھی۔اس وقت دولوگوں کے سانس سوکھے ہوئے تھے۔ایک کا کمرے کے اندر اور دوسرے کا کمرے کے دروازے کے باہر۔اس نے ہمت جمع کر کے اگلا قدم اٹھایا۔اماں بیگم کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوتی دیکھ کر وہ جلدی سے دروازے تک پہنچی اور اسی پھرتی سے دروازے کے باہر۔سکینہ کو باہر آتا دیکھ کر روحا نے ایک اطمینان والا گہرا سا سانس خارج کیا۔

وہ دونوں اپنا مشن پورا کر کے واپس اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف بھاگی تھیں۔

✨✨✨✨✨✨

کمرے میں آتے ہی سکینہ نے وہ چابیوں سے بھرا گچھا اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

"تھینک یو سو مچ سکینہ"

وہ سکینہ کو بیڈ پہ بٹھا کر پانی سے بھرا گلاس اس کے ہاتھ میں تھماتی بولی۔

"اب کیا کرنا ہے بی بی جی؟"

"اب تم.پانی پیو اور یہیں پہ میرا انتظار کرو۔"

www.novelsclubb.com

"اب آپ کہاں چلیں؟"

"بیک سائڈ پہ۔"

وہی پر اسرار انداز

"بی بی جی نا کریں"

"سکینہ مجھے کرنا ہے"

یہ کہتی وہ اپنا موبائل ہاتھ میں تھامتی کمرے سے نکلی تھی۔وہ چھت کو جاتی سیڑھیوں کی طرف لپکی اور تیزی سے قدم اٹھاتی سیڑھیوں کو عبور کر گئی۔ چھت پہ چاند کی ہلکی سی روشنی موجود تھی۔وہ جلدی جلدی چھت کی دوسری طرف کے دروازے کی کنڈی کھولتی نیچے اترنے لگی لیکن نیچے چھائے اندھیرے کے باعث اس نے ہاتھ میں تھامے موبائل کی ٹارچ آن کی تھی۔وہ نیچے پہنچتی اس کمرے کے سامنے رکی جہاں احمد رہا کرتا تھا۔کمرے کے باہر لگا تالا دیکھ کر اس نے چابیوں کا گچھا سامنے کیا اور جلدی جلدی چابیاں لگا کر چیک کرنے لگی۔ کئی چابیاں لگانے کے بعد ایک چابی اس دروازے کو کھولنے میں کامیاب ہو گئی۔اس نے غور سے اس چابی کو دیکھا اور واپسی کی راہ لینے لگی۔دل چاہا تھا کہ وہ ایک دفعہ اس کمرے میں جا کر دیکھے۔دل کی پکار پہ لبیک کہتی وہ

www.novelsclubb.com

کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرہ پہلے کی طرح بالکل صاف ستھرا تھا۔ اس کمرے کی صفائی باقاعدگی سے ہوتی تھی۔ وہ موبائل کی ٹارچ لیے کمرے میں ادھر ادھر دیکھتی بک شلف کے پاس پہنچی۔ اسے وہی سیاہ کور والی ڈائری نظر آئی جسے وہ حاصل کرنا چاہتی تھی۔ وہ آگے بڑھی اور اس ڈائری کو اٹھا کر سینے سے لگاتی وہ بھاگ کر کمرے سے باہر نکلی اور دروازے کو دوبارہ تالا لگا کر پھر آنے کا ارادہ کرتی وہ چھت کی جانب بھاگ گئی۔

پھولے ہوئے سانس اور اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ وہ اپنے کمرے میں پہنچی۔ اس بار سکینہ ہاتھ میں پانی کا گلاس لیے اس کے انتظار میں تھی۔ روحا نے پانی کی پرواہ کیے بغیر پہلے اپنی بک شلف کی طرف جا کر اس ڈائری کو کتابوں کے اندر چھپایا تھا۔ اب اسکے دل کو سکون ملا تھا۔ وہ سکینہ کے پاس آتی اس کے ہاتھ سے گلاس تھام کر سارا پانی ایک ہی سانس میں ختم کر گئی۔

حلق تر ہوتے ہی اس نے سکینہ کو وہ ایک چابی گچھے سے جدا کرنے کا کہا۔ سکینہ نے وہ چابی نکال کر اس کے ہاتھ میں تھمائی اور گچھا لیے ایک بار پھر دونوں نیچے اماں بیگم کے دروازے پہ سوالی بنی کھڑی تھیں۔

اپنے سابقہ عمل کو دوہراتی سکینہ پھر کمرے میں گئی تھی اور اسی طرح چابیاں واپس رکھ کر باہر آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بہت شکریہ سکینہ! میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

وہ سکینہ کو گلے لگاتے اس سے مخاطب ہوئی۔

"اللہ سائیں آپ کو ان کا ساتھ عطا کرے روحابی بی"

سکینہ کوئی بے وقوف تو تھی نہیں جو اس کی حالت سے انجان رہتی۔

اس نے ایک دم خالی نظروں سے سکینہ کی شکل دیکھی اور پھر سے اسے گلے لگاتے اس کے کان میں سرگوشی کی کہ کسی کو اس بارے میں پتا نا چلے۔

"بے فکر رہیں بی بی یہ راز سکینہ اپنے ساتھ قبر میں لے کر جائے گی۔"

www.novelsclubb.com

یہ کہتے ہی اس نے سکینہ کو اس کے کوارٹر کی طرف روانہ کیا اور خود اپنے کمرے میں آئی۔

کمرے میں آکر اس نے چند لمحات کے لیے پوری کاروائی ذہن کے پردے پہ دوہرائی اور پھر ایک جھرجھری سی لی اور اس بات کا یقین کرنے کی کوشش کرنے لگی کہ یہ حرکت اسی نے کی ہے۔

وہ اس ڈائری کو ہاتھ میں تھامے بیڈ پر آئی کیونکہ نیند تو اب کسی کافر کو ہی آتی۔اور وہ تو مسلمان تھی بے شک اتنی اچھی مسلمان نہیں تھی لیکن تھی تو مسلمان ہی نا۔

✨✨✨✨✨✨

اس نے ڈائری کا پہلا صفحہ کھولا اور اس کو دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"میری روح"

پہلے صفحے پر بڑے بڑے کر کے یہ الفاظ لکھے گئے تھے۔

اس نے ان الفاظ پہ محبت سے اپنا دایاں ہاتھ پھیرا اور صفحہ پلٹنے لگی۔

"شاید میں یہ بات اس کو کبھی نہ بتا سکوں کہ میں کس قدر محبت کرنے لگا ہوں اس سے۔"

دوسرے صفحے پہ یہ سطر لکھی ہوئی تھی۔اس نے صفحات کے شروع اور آخر میں کچھ نہیں لکھا تھا۔ہر صفحے کے درمیان میں یہ سطریں لکھی تھیں۔

"تم نا بتا کر بھی سب بتا دیا کرتے تھے۔تمہارے لہجے میں خاص میرے لیے وہ فکر، مجھے دیکھتے ہی تمہاری آنکھوں میں آنے والا وہ نرم .سا تاثر، تمہارا بات بے بات میری فکر کرنا مجھے سب بتا دیا کرتا تھا۔"

www.novelsclubb.com

وہ اس کی بات کا جواب دیتی اگلی صفحے کی طرف بڑھ گئی۔

"اس کے خوبصورت چہرے سے بلا کا عشق ہونے لگا ہے مجھے۔"

"وہ تو تمہاری گہرے رازوں کی حفاظت پہ معمور بھوری آنکھیں چیخ چیخ کر بتایا کرتی تھیں۔"

اگلا صفحہ، اگلی سطر

"مجھے اپنی اب تک کی زندگی میں اگر کچھ اچھا لگا ہے تو وہ صرف اس کا ساتھ ہے۔"

"اس بار میں خاموش رہنا چاہوں گی"

اگلا صفحہ، اگلی سطر

www.novelsclubb.com

"وہ اپنے بے پایاں حسن کی طرف اٹھتی زمانے والوں کی نظروں سے خائف رہنے لگی ہے۔"

"ہاں! مجھے یاد ہے وہ خوبصورت لمحہ جب میں تمہارے پاس اس مسئلے کو لائی تھی۔"

اگلا صفحہ، اگلی سطر

"آج اس نے پہلی دفعہ خود کو زمانے کی نظروں سے بچانے کے لیے میری بات کا مان رکھا ہے"

"اس لمحے تمہاری بات ماننا میری پوری زندگی آسان کر گیا تھا۔"

وہ نم آنکھوں سے کتاب کو سینے سے لگا گئی۔

www.novelsclubb.com

ماضی۔

وہ اپنی کتابیں پھیلائے کسی سبجیکٹ کے نوٹس بنانے میں غرق تھا جب وہ پریشان سی اس کے پاس پہنچی تھی۔ وہ اس کا چہرہ دیکھ کر ایک دم پریشان ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہے روحا؟ کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟"

"مجھے الجھن ہوتی ہے، مجھے گھن آ رہی ہے خود سے"

اس کا ایسا جواب سب کر وہ مزید پریشان ہوا تھا۔

"مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

"میں جب باہر جاتی ہوں تو لوگ مجھے گھور گھور کر کیوں دیکھتے ہیں؟"

وہ رونے کے قریب تھی۔

"مجھے پوری بات بتاؤ روحا کیا ہوا ہے۔"

وہ صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا اس لمحے۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں یاد ہے دوست جب ہم. سب شاپنگ مال گئے تھے شاپنگ کرنے تب مجھے لگا جیسے وہاں لوگ مجھے گھور رہے ہیں۔ میں بار بار اپنا دھیان ہٹاتی رہی لیکن مجھے وہ احساس مسلسل تنگ کرتا رہا۔ آج بھی میں جب باہر گئی تھی مجھے لگا لوگ مجھے عجیب عجیب نظروں سے دیکھتے ہیں۔ کل مجھے ایک لڑکے نے بولا کہ میں بہت پیاری ہوں اور پھر مجھے گھورتا رہا وہ۔ تو اگر میں پیاری ہوں تو میں کیا کروں؟ یہ لوگ مجھے ایسے ہی گھورتے رہیں گے؟"

وہ رونے لگی تھی۔

وہ اس کی سب باتوں کو کیسے صبر سے سنتا رہا تھا یہ اس کا ضبط سے لال ہوتا چہرہ بتانے کے لیے کافی تھا۔

"روحا چپ کر جاؤ پلیز میں اس مسئلے کا حل ڈھونڈتا ہوں لیکن تم وعدہ کرو کہ تم کسی کو نہیں بتاؤ گی۔"

"وعدہ میں کسی کو نہیں بتاؤں گی"

وہ اپنے مسئلے کے حل کا سن کر خاموش ہونے لگی تھی۔

"کل تک انتظار کر سکتی ہو؟"

www.novelsclubb.com

اس نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

اگلے دن وہ اس کے سامنے ہاتھ میں عبایہ لیے بیٹھا تھا۔

"میں اسے کیسے پہنوں گی؟"

"جیسے سب پہنتے ہیں"

وہ دو بدو بولا تھا۔

"اس سے کیا ہوگا دوست؟"

"اس سے لوگوں کی نظریں قابو میں رہیں گی۔روحا! لڑکیوں کو اپنے حسن کی حفاظت کرنی آنی چاہیے۔یہ عبایہ پہنو گی تو تم بہتر محسوس کرو گی میں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں۔اور خالی عبایہ پہننا کافی نہیں ہوتا۔نقاب بھی کرتے ہیں ساتھ تاکہ کوئی آپ کو دیکھ نا سکے۔"

وہ سولہ سالہ لڑکی کو کسی بچی کی طرح سمجھا رہا تھا اور وہ لڑکی بچی بنی اس کی ہر بات کو کانوں کے راستے دل. میں اتار رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اور اس کے بعد سے روحا کا عبایہ پہننا اور نقاب کرنا اس کی شخصیت کا ایک حصہ بن چکا تھا۔

حال-

وہ ڈائری سینے سے لگائے جیسے ماضی کے پنوں میں کھو گئی تھی۔حال میں لوٹتی مسکرائی اور اگلا صفحہ پلٹنے لگی۔

اگلا صفحہ، اگلی سطر

"وہ کتابوں کے عشق میں پاگل ہے اور میں اسکے"

"میرا عشق تو ابھی تک قائم ہے لیکن تمہارے والے کے آثار نظر نہیں آتے"

www.novelsclubb.com

وہ جیسے جل کے بولی تھی۔اور وہیں سے وہ ڈائری بند کرتی سونے کے لیے لیٹ چکی تھی کیونکہ اب اسکا نیند سے بُرا حال تھا۔

✨✨✨✨✨✨

اس کی آنکھ دستک کی آواز پہ کھلی تھی۔آنکھ کھلتے ہی اس نے موبائل دیکھا تھا جس کے مطابق وہ آج ایک بجے اٹھی تھی۔وہ جلدی سے اٹھتی ڈائری اپنی سرہانے کے نیچے چھپاتی دروازہ کھولنے لگی۔

دروازہ کھولتے ہی سامنے عالیہ بیگم کھڑی تھیں۔

"روحا تم اس وقت اٹھی ہو؟"

انہوں نے حیرت سے اسکے حلیے کو دیکھتے سوال پوچھا تھا۔

"جی اماں! بس آج کل نیند بہت آ رہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"اتنی دیر تک بستر پہ پڑے رہنا کوئی عقلمندی نہیں ہے۔"

انہوں نے سخت انداز میں کہا تھا۔ان کی بات سن کر وہ ذرا سی شرمندہ ہوئی تھی۔

"فریش ہو کر فوراً اپنی دادی کے کمرے میں پہنچو ہمیں بات کرنی ہے تم سے"

وہ فرمان جاری کرتیں وہاں سے واک آؤٹ کر گئیں۔جبکہ سامنے کھڑی روحا کے چہرے پہ خوف کے سائے لہرائے تھے۔

اپنی رات کی کارگزاری یاد کرتی وہ پریشان ہوئی تھی۔کل رات کے اندھیرے میں کی گئی اپنی حرکت اور اب اماں کا اسے یوں دادی کے کمرے میں بلانا،اسے اس لمحے احساس ہوا تھا کہ وہ رات کو کتنی گھٹیا حرکت کر چکی ہے۔

وہ اپنے دماغ میں سو بہانے بناتی جلدی سے فریش ہو کر ڈھنگ کے کپڑے پہنتی اماں بیگم کے کمرے میں پہنچی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی اماں آپ نے بلایا تھا؟"

اماں بیگم کے کمرے کے دروازے پہ کھڑی ہو کر اپنے خشک لبوں کو تر کرتی وہ پوچھنے لگی تھی۔

"ہاں میری بچی بلایا تھا۔ادھر آؤ دادی کے پاس"

اماں بیگم کا وہی محبت بھرا لہجہ سن کر اس کو تھوڑا سکون ہوا تھا۔

وہ چلتی ہوئی اماں بیگم کے بیڈ تک آئی تو اماں بیگم نے اس کی پیشانی چومتے اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ دل ہی دل میں اپنے وہموں پہ لعنت بھیجتی وہاں بیٹھ گئی۔

عالیہ بیگم بھی اس کے سامنے اماں بیگم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔

"عالیہ! تم نے سکینہ کو آنے کا بولا تھا؟"

"جی اماں بولا تھا۔آنے والی ہو گی۔"

وہ دونوں عام انداز میں بات کر رہی تھیں جب کہ سکینہ کا نام سنتے ہی اس کا سانس اٹک گیا تھا۔

"سکینہ! کہاں رہ گئی ہو؟"

اس سے پہلے وہ کچھ اور سوچتی عالیہ بیگم سکینہ کو آواز دے چکی تھیں۔ٹھیک دو منٹ بعد سکینہ ہاتھ میں ٹرے تھامے کمرے میں داخل ہوئی اور ناشتہ اس کے سامنے رکھا۔
www.novelsclubb.com
سکینہ کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش تھی جسے صرف روحا نے محسوس کیا تھا۔وہ ٹرے اس کے سامنے رکھتی اس سے نظریں ملائے بغیر کمرے سے جا چکی تھی۔

"روحا ناشتہ کرو فوراً"

عالیہ بیگم کا انداز ویسا ہی سخت تھا۔

اسے اس لمحے اپنی حالت اس بکرے جیسی لگی جسے قربانی سے پہلے کھلا یا پلا یا جاتا ہے۔وہ بمشکل دو چار لقمے حلق میں اتار کر اپنا ہاتھ کھینچ چکی تھی۔

پانی پی کر اس نے ٹرے سائڈ پہ کیا اور ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئی۔اس سارے وقت میں وہ دونوں ساس بہو خاموش رہی تھیں۔

"جی دادی بولیں۔"

اس نے خود ہی بات کا آغاز کیا تھا۔

"روحا تمہیں یاد ہے کل شاہنواز بھائی اور رابعہ بھابھی آئے تھے؟"

یہ سوال عالیہ بیگم کی طرف سے آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جی مجھے یاد ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔"

"ہم. ویسے ہی تمہاری رائے جاننا چاہ رہے ہیں کہ رابعہ تمہیں کیسی لگی؟"

اماں بیگم کی بات سن کر وہ سکون میں آئی کہ کوئی بڑا مسئلہ زیرِ بحث نہیں ہے اور اسے بس عام باتوں کے لیے بلایا گیا ہے۔

"رابعہ آنٹی تو واقعی بہت اچھی عورت ہیں مجھے ان سے مل کر بہت اچھا لگا۔ان فیکٹ وہ تو مجھے اپنے گھر آنے کا بھی بول کر گئی تھیں۔"

وہ ایزی ہوتی بتانے لگی۔عالیہ بیگم نے اماں بیگم کو اشارہ کیا تو اماں بیگم نے بات کا آغاز کیا۔

"دیکھو روحا! شاہنواز بالکل میرے بچوں جیسا ہے، مجھے وہ اتنا ہی عزیز ہے جتنا تمہارا باپ۔ شاہنواز کے خاندان سے ہمارے بہت پرانے تعلقات ہیں۔وہ لوگ اب اپنے اور ہمارے بیچ کے پرانے تعلقات کو ایک نیا موڑ دینا چاہتے ہیں۔اور کل ان کے ادھر آنے کا مقصد بھی یہی تھا۔"

www.novelsclubb.com

دادی نے عام سے انداز میں خاص سی بات اس کے کانوں میں ڈالی تھی۔

"دادی میں آپ کی بات نہیں سمجھی"

وہ جیسے سمجھ کر بھی نا سمجھ بننا چاہتی تھی۔

"شاہنواز اور رابعہ نے اپنے اکلوتے بیٹے ولی کے لیے تمہارا ہاتھ مانگا ہے۔"

دادی نے بیچ والی بات اس کے گوش گزار کی تھی۔

"لیکن دادی ایسے کیسے؟"

وہ تڑپ کر بولی تھی۔

"دیکھو بیٹا ہر لڑکی کو اپنا گھر بسانا ہوتا ہے، بیٹیاں تو ہوتی ہی پرائی ہیں۔اور اب تو تم ماشاءاللہ شادی کی عمر کو بھی پہنچ چکی ہو۔میں اور تمہارے بابا چاہتے ہیں کہ اب ہم اپنا فرض ادا کردیں۔"

عالیہ بیگم نے نہایت نرم لہجے میں اسے سمجھایا تھا۔

"لیکن اماں! ابھی تو میں واپس آئی ہوں۔آپ لوگوں نے اتنی جلدی مجھے پرایا کرنے کا سوچ لیا؟"

www.novelsclubb.com

اس نے بھرپور انداز میں شکوہ جھاڑا تھا۔

"روحا! بیٹا ایک نہ ایک دن تو سب بیٹیوں کو اپنے گھر کا ہونا پڑتا ہے۔یہی نظامِ قدرت ہے میری جان۔اور اب جب اتنا اچھا رشتہ تھال میں سجا ہمارے پاس آیا ہے تو اب تو مزید یہ کام ملتوی کرنے کا کوئی جواز نہیں بچتا۔"

عالیہ بیگم اسے قائل کرنا چاہتی تھیں۔

"لیکن دادی! مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے اماں بیگم کو گفتگو کا حصہ بنانے لگی۔

"دیکھو میرا بچہ! ولی بہت اچھا لڑکا ہے۔ تمہیں کوئی بھی پریشانی نہیں ہو گی۔"

"مجھے یہ شادی نہیں کرنی۔"

وہ اپنے فیصلے پہ اٹل تھی۔

"کون ہے وہ جس کی خاطر تم اس رشتے کو ٹھکرا رہی ہو؟"

عالیہ بیگم نے اس کو جانچتی نظروں سے دیکھتے اس سے سوال کیا تھا اور وہ اس سوال پہ. جی جان سے لرز گئی تھی۔ جبکہ اماں بیگم عالیہ بیگم کو گھور کر رہ گئیں۔

"ہے کوئی"

www.novelsclubb.com

اب کی بار اس کی آنکھوں سے آنسو گرے تھے۔

"اس کا نام، حسب نسب سب بتاؤ۔"

دادی کی طرف سے سوال کیا گیا تھا۔

"میں نہیں جانتی"

اس نے سچ کا سہارا لیا تھا۔

"تو اسے اپنے دل ودماغ سے نکال دو پھر"

عالیہ بیگم کا لہجہ سخت ہوا تھا۔

"اماں! میری بات تو سنیں میں آپ کو سب بتاتی ہوں۔"

"خاموش رہو روحا! تمہاری شادی ادھر ہی ہوگی اور یہ ہم سب کا مشترکہ فیصلہ ہے۔ امید ہے تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

عالیہ بیگم کے لہجے کی سختی اس کو بہت کچھ باور کروا رہی تھی۔

"لیکن مجھے اعتراض ہے اماں۔"

وہ ہار نہیں ماننا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو اس اعتراض کو سینے میں دفن کر کے اس کمرے سے نکلنا کیونکہ تمہارے پاس مزید کوئی آپشن نہیں۔"

اس نے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔

"دادی!"

اب کی بار اماں بیگم نے اس سے نظریں چرائی تھیں۔

"ہمارے خاندان میں آج تک کسی لڑکی نے روایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے بڑوں کے فیصلوں سے انکار نہیں کیا۔اور نہ میں تمہیں اس بغاوت کی اجازت دوں گی۔"

اس لمحے روحا کو لگا جیسے وہ اسے اپنا فیصلہ سنانے کے لیے بیٹھی ہیں اور اس کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں۔

"آپ اپنے فیصلوں سے ہل نہیں سکتیں؟"

آنسو مسلسل اس کی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر بے مول ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں! یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے"

عالیہ بیگم جیسے پتھر کی ہو چکی تھیں۔

"جی بہتر"

وہ آہستہ سے اٹھ کر سست روی سے چلتی کمرے کے دروازے تک پہنچی جب ایک بار پھر عالیہ بیگم کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"آج منگل ہے اور آنے والے جمعہ کو تمہارا نکاح ولی کے ساتھ کیا جائے گا، خود کو ذہنی طور پر تیار کر لو۔ تمہاری حالت کے پیش نظر شادی ابھی نہیں کریں گے۔"

وہ پلٹ کر شکایتی نظروں سے عالیہ بیگم کو دیکھتی کمرے سے نکل گئی تھی۔اس کو اپنا فیصلہ تو سنا دیا تھا انہوں نے لیکن اس کی آنکھوں میں ٹوٹا مان کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

اس کے کمرے سے نکلتی ہی عالیہ بیگم اماں بیگم کی گود میں سر رکھے رو دیں۔

"اماں! میں کبھی اس کے ساتھ اتنی سختی نہ کرتی لیکن اب میں مجبور ہوں۔"

✨✨✨✨✨✨

www.novelsclubb.com

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔اسے تیاری کے لیے دو دن کا وقت دیا گیا تھا جو پورا ہوا۔حویلی کے لان میں نکاح کی تقریب کا بندوبست کیا گیا تھا۔

وہ اس وقت نہایت خوبصورت سا سفید لباس پہنے اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے بالکل تیار بیٹھی تھی۔وہ اپنی پرسوز سی گلابی ہوتی آنکھیں اور سوگوار سا حسن لیے اس وقت اذیت کی انتہا پہ تھی۔

کمرے میں کوئی نہیں تھا۔اس نے وہی ڈائری ایک بار پھر اٹھائی تھی۔

اس ڈائری کو سینے سے لگائے وہ ایک بار پھر ٹوٹ رہی تھی۔

ماضی۔

وہ دونوں چھت پہ بیٹھے چودھویں کے چاند کو دیکھ رہے تھے۔احمد نے اچانک اس کی طرف دیکھا۔

"روحا ایک بات پوچھوں؟"

"ہمم؟"

www.novelsclubb.com

وہ چاند کو تکتے بولی۔

"کیا تم. میرا انتظار کرو گی؟"

"کتنا انتظار؟"

"چند سال"

"لیکن اگر تم نا لوٹے؟"

"میں لوٹ آؤں گا، تھوڑا سا انتظار کر لینا میرا"

"اگر مجھے انتظار کی سولی پہ لٹکا کر تم واپسی کا راستہ بھٹک گئے تو؟"

"میں نہیں بھٹکوں گا وعدہ رہا۔بس کسی اور کو اپنی ذات کا اختیار مت سونپ دینا۔"

"اگر میرے ہاتھ میں کچھ نہ ہوا تو؟"

"تب بھی آخری لمحے تک میرا انتظار کرنا۔"

کتنا ظالم تھا وہ اس کو مسلسل انتظار کا کہے جا رہا تھا۔

"مجھے لگتا ہے میں انتظار نہیں کر سکوں گی۔اگر بابا کے کسی دوست کے بیٹے کا رشتہ آگیا تو وہ مجھے ہار ماننی پڑے گی۔"

www.novelsclubb.com

کتنے سچے وہم تھے اس کے۔

"تم ہار نہیں مانو گی۔تم ابھی پڑھنے شہر جاؤ گی چار سال لگیں گے واپسی میں تب تک میں آنے کی کوشش کروں گا۔"

"میں انتظار نہیں کروں گی اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے"

یہ کہتے ہی وہ اس کے پاس سے اٹھ آئی تھی۔

حال۔

"میں انتظار کر رہی ہوں احمد لوٹ آؤ۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے التجا کر رہی تھی۔ہاں وہ انتظار کرتی رہی تھی اس کا۔اس کے سامنے لاپرواہی کا اظہار کرنے والی وہ لڑکی اتنی لاپرواہ نہیں تھی جتنی لگتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیسا کتابوں میں لپٹا عشق کر گئے تم مجھ سے۔"

دروازے پہ دستک ہوئی تھی اور وہ ایک آخری نظر اس ڈائری پہ ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔

سردار وجاہت ہاتھ میں نکاح کے کاغذات تھامے اس تک پہنچے تھے۔عالیہ بیگم آنکھوں میں آنسو لیے دور کھڑی تھیں۔

وہ ایک شکایتی نظر ماں پہ ڈالتی اپنے دل کو سنبھالتی، کانپتے ہاتھوں کے ساتھ نکاح نامے پہ دستخط کر گئی۔

ایک لمحہ، صرف اور صرف ایک لمحہ لگا تھا اور وہ اپنے جملہ. حقوق ولی ولد شاہنواز کے نام کر چکی تھی۔اس نے پاس بیٹھی دادی کے کان میں سرگوشی کی تو اماں بیگم نے اسے سکینہ کے ساتھ اسکے کمرے میں بھیج دیا۔

www.novelsclubb.com

وہ کمرے میں آتے ہی رونے لگی تھی۔

میں تمہارا انتظار نہیں کر سکی احمد، مجھے معاف کر دینا۔

اسے کل شب سے بخار تھا جس کا زور صبح ٹوٹا تھا۔اور اب پھر سے اسکو اپنی لپیٹ میں لینے لگا تھا۔

اس وقت اندھیرا چھا چکا تھا۔وہ ہمت کرتی اپنے کمرے سے نکلی تھی اور چھت کی جانب چل دی۔اسے چھت کی طرف جاتے ہوئے اماں بیگم نے دیکھ لیا تھا۔

"یہ کن راہوں کی مسافر بن گئی تو روحا؟"

وہ افسوس ہی کر سکتی تھیں۔

وہ بخار میں تپتی، اپنے دکھتے سر کو سنبھالتی بہت مشکل سے احمد کے کمرے میں پہنچی تھی۔احمد کا کمرہ اسی طرح صاف ستھرا تھا جس طرح پہلے ہوا کرتا تھا۔اس کی بک شلف بھی بالکل پہلے جیسی تھی۔وہ اس کی چیزوں کو دیکھتی زور و شور سے رونے لگی تھی۔وہ رونا چاہتی تھی اتنا رونا چاہتی تھی کہ پوری بڑی حویلی اس کی چیخوں سے لرز اٹھتی۔وہ احمد کے بیڈ پہ گرتی رونے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تم سے محبت ہو گئی تھی احمد۔میں نہیں رہ سکوں گی تمہارے بغیر۔"

وہ جی جان سے چلائی تھی۔وہ چیخ چیخ کر سب کو بتانا چاہتی تھی کہ دیکھو میں احمد سے محبت کرتی تھی لیکن اب کسی اور کے نکاح میں ہوں۔

"تم نے تو کہا تھا کہ میرا انتظار نہیں کرو گی۔"

وہ رونے کا شغل فرما رہی تھی جب اس کے کانوں میں وہ آواز پڑی تھی۔

وہ ایک پل کو اپنی جگہ ساکت رہی اور پھر تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھی اور بے یقینی کے عالم میں اسے دیکھنے لگی۔

دوسری جانب بھی حالات کچھ ایسے ہی تھے۔دونوں ایک دوسرے کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے صدیوں کی مسافت کے بعد دو بچھڑے لوگ ملے ہوں۔

وہ اس وقت دلہن کے حلیے میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔اور اسکا یہ سوگوار سا حسن مقابل کا دل دھڑکا گیا تھا۔

"تم؟کیوں آئے اب تم؟"

www.novelsclubb.com

اس نے ہمت کر کے سوال پوچھا تھا۔

"اب تو میں کسی اور کی ہو چکی احمد!اب کیوں آئے تم۔"

وہ اسکی جانب بڑھتی اس کا گریبان پکڑ کر چلائی تھی اور پھر اسکے کندھے سے سر ٹکائے رونے لگی۔

اس وقت وہ اسے اپنے ہوش میں نہیں لگی تھی۔

"مجھے تو آنا ہی تھا روحا!تم سے کیا وعدہ بھی تو وفا کرنا تھا۔"

روحا کو اپنے کانوں پہ یقین نہیں آیا تھا۔

تمہیں اپنا وعدہ یاد تھا؟"احمد کیا واقعی تمہیں اپنا وعدہ یاد تھا؟

"ہاں مجھے اپنا وعدہ یاد تھا روح"

"لیکن احمد اب تو میں کسی اور کی ملکیت ہوں۔"

"اپنے الفاظ درست کریں محترمہ!"

"احمد نہیں ولی"

"ولی نام ہے میرا!"

www.novelsclubb.com

وہ اس کے گرد اپنے بازوؤں سے حصار بناتا اس سے بولا تھا۔

"تم ولی؟احمد خدارا مجھ سے مذاق مت کرو۔"

"ہاں!میرا اصل نام ولی ہی ہے کسی وجہ سے سب سے اپنا نام چھپایا تھا میں نے۔"

افففففف!یہ کیا انکشاف ہوا تھا اس پر؟

وہ چکرا کے گرنے والی تھی جب اس نے اپنی گرفت اس کی کمر پہ مضبوط کی۔

"مجھے سب کچھ جاننا ہے احمد!"

"ادھر بیٹھو۔"

وہ اسے ساتھ لیے بیڈ پہ بیٹھا اور اس پہ انکشافات کی برسات کرنے لگا۔

"تمہیں یاد ہے جب میں آیا تھا حویلی۔ تم نے اپنے بابا سے میرا نام پوچھا تو انہوں نے میرا نام احمد بتایا۔ یہ نام انہوں نے مجھے دیا تھا۔ یہ میرا اصل نام نہیں تھا۔ میں حویلی آیا ہی اسی لیے تھا کہ میں اپنی شناخت چھپا کے جی سکوں۔

تمہارے چچا اور میرے چچا دوست تھے۔ جس حادثے میں تمہارے چچا کی جان گئی وہ کوئی عام حادثہ نہیں تھا وہ ایک بہت بڑی سازش تھی۔

راحم چچا کا قتل ان کے ایک دوست نے ہوس میں آ کے کیا تھا۔ اور پھر میرے چچا نے اس کے خاص آدمی کو ٹپکا دیا۔ بدلے میں وہ چچا کے خون کا پیاسا ہو گیا اور ہماری نسلیں ختم کرنے کا وعدہ کیا۔

جس دن میں آیا تھا اس دن چچا کا قتل ہوا تھا۔ اپنے گاؤں کا اگلا تخت نشین (سردار) میں ہوں۔ اس لیے مجھے خطرہ تھا۔ اور میں ادھر آیا۔ پھر مجھے تم سے عشق ہوا۔

میں واپس اپنے چچا کے قاتلوں کو انجام تک پہنچانے گیا تھا۔ اور میں کامیاب بھی رہا۔"

www.novelsclubb.com

وہ ساری بات مختصراً اسے بتاتا اس کے حسین سراپے کو پورے حق سے دیکھنے لگا تھا۔

"تم اب مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ گے؟"

"نہیں! اب میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا۔"

میں تم سے دور اسی لیے ہوا تھا کہ تمہارے میرے عشق کو حلال کر سکوں۔ میں اس قابل بننا چاہتا تھا کہ سردار وجاہت کے آنگن میں سجا یہ سنہری پھول مانگوں تو وہ مجھے انکار نہ کر سکیں۔

www.novelsclubb.com

"ولی!"

اس نے تھکے سے انداز میں اسکا نام پکارا تھا۔ جبکہ سامنے والا اپنا نام اس کے لبوں سے سن کر اندر تک سرشار ہوا تھا۔

"جی جانِ ولی"

"مجھے تم پہ فخر ہے ولی۔"

اور مجھے تم سے محبت!

اس نے جھک کر عقیدت سے اس کے ماتھے کا بوسہ لیا اور اس کے کان میں ہلکی سی سرگوشی کی۔

"انت الحب"

ان الفاظ پہ اس نے نا سمجھی سے ولی کا خوبصورت سا چہرہ دیکھا تھا۔

"اس کا مطلب؟"

"اس کا مطلب ہے کہ

"تم محبت ہو"

www.novelsclubb.com

وہ اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

الحمداللہ!

دونوں نے آنکھوں میں تشکر کے آنسو لیے بیک وقت کہا تھا۔

ختم شد!

www.novelsclubb.com